ربیع الاول کا پیغام امت اسلامیہ کے نام

اسلامی کیلنڈر کا ایک اہم ومقدس مہینہ ''ربیع الاول'' ہر سال آتا اور جاتا ہے، اور ہم خواب غفلت میں پڑے سوتے رہتے ہیں، کبھی نہیں سوچتے کہ اس ماہ نے اپنی آمد سے ہمیں کیا پیغام دیا ہے یا دینا چاہتا ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ ایک اہم ترین پیغام امت مسلمہ کے نام ہر سال وہ چھوڑ جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ یاد دلاتا ہے کہ آج سے چودہ سو سال قبل جب یہ دنیا جہالت کی تاریکیوں میں ڈوبی ہوئی تھی، گمراہی کے مہیب بادل اس کی فضا پر مسلط تھے، انسانیت اپنی منزل اور اپنا راستہ بھول چکی تھی، اپنے خالق و مالک سے اس کا رشتہ کٹ گیا تھا، وہ اچھے و برے کی تمیز و ادراک کی صلاحیت کھو چکی تھی، خالق ومعبود کا فرق ذہنوں سے محو ہو چکا تھا، ہر شجر و حجر خدا کا درجہ پایا ہوا تھا اور یہ انسانیت جس کو اشرف و اعلیٰ قرار دیا گیا تھا، ان حقیر و ذلیل اشیاء کے سامنے اپنا ماتھا ٹکائے ان کی غلامی میں گرفتار ہو چکی تھی، اخلاق و کردار، تہذیب وشرافت، نیکی وطاعت کا کوئی تصور باقی نہیں رہ گیا تھا، انسان انسان کا دشمن بنا ہوا تھا اور عداوت وبغض، کینہ وحسد، قتل وغارت گری، چوری وڈکیتی اس کی پہچان بن گئی تھی، فسق وفجور، فحش و بے حیائی، عشق بازی وزنا کاری اس کا شیوہ بن گیا تھا، الغرض انسانوں میں نہ انسانیت ہی باقی رہی تھی، نہ خدا کی معرفت و پہچان، ایسے پُر خطر دور میں مشیت ایزدی وحکمت ربانی نے محض اپنی رحمت خاصہ سے ایک ہادئ برحق کو حضرت محمد عربی فداہ ابی وامی 4 کی صورت میں بھیج کر اس بھٹکتی انسانیت پر احسان عظیم فرمایا۔

آپ کے آتے ہی دنیا کے احوال وکوائف میں یکلخت تغیر وتبدیلی پیدا ہونی شروع

ہوگئی، حقائق سے پردے اٹھنے لگے، جہالت کی تاریکیاں چھٹنے لگیں، گمراہی کے مہیب بادل ہٹنے لگے، لوگوں میں انسانیت کا شعور زندہ ہونے لگا، کفر و شرک کے جھنڈے گرنے لگے، ظلم وعدوان کے پرخچے اڑنے لگے، ایمان و کفر کے فرق کو سمجھا جانے لگا، خالق کون و مکان کی پہچان ہونے لگی، عبد و معبود میں امتیاز قائم ہوتا گیا، رذائل وفضائل کا فرق معلوم ہونے لگا، یہاں تک کہ خدا کی بڑائی وعظمت، مخلوقات کی دناءت وحقارت، ایمان و نیکی وتقوی کی بڑائی وفضیلت، کفر و شرک اور رذائل کی برائی وخباثت، عدل وانصاف کی بلندی واولی العزمی، ظلم و عدوان کی بے حقیقتی ورسوائی لوگوں پر آشکارا ہوتی چلی گئی۔ اس کے نتیجے میں ایک جانب بھٹکتی انسانیت کو اپنے مالک حقیقی کی معرفت و پہچان ملی، تو دوسری جانب اس کو اپنے کھوئے ہوئے اقدار انسانیت بھی حاصل ہوگیے۔

لیکن یہ حیرت انگیز تبدیلی وتغیر کس طرح بپا ہوگیا؟ اس کی پیچھے کیا محرکات ومجاہدات تھے؟ ''ربیع الاول'' ہمیں یہ بھی یاددہانی کرتا ہے کہ اللہ کے رسول کی ذات والا صفات نے شروع میں تن تنہا اور بعد میں اپنے اصحاب کو ساتھ لے کر دنیا کی ان جہالتوں وگمراہیوں کو دور کرنے اور انسانیت کو راہ راست پر لانے کے لیے ان تھک محنت ومجاہدہ کیا، دعوت وتبلیغ کی ہر صورت وشکل کو اختیار فرمایا، اصلاح وتزکیہ کی ہر ممکن کوشش فرمائی، تب جا کر لوگوں کے نظریات وخیالات بدلے، کفر و شرک کی جگہ ایمان وتوحید کی فضا قائم ہوئی، ظلم وعدوان کی جگہ امن وانصاف نے لی۔

نہیں، نہیں، اسی قدر نہیں؛ بل کہ مزید یہ ہوا کہ آپ کو مخالفتوں کا، دشمنیوں کا، نفرتوں کا، دھمکیوں کا، ظلم وتشدد کا سامنا کرنا پڑا، اپنے غیر ہونے لگے، اہل خاندان وقبیلہ بھی روٹھ گئے، حرب وضرب کی فضا برپا ہوگئی، آپ کے راستے میں کانٹے بچھائے گئے، گردن میں چادر ڈال کر کھینچا گیا، گالیوں وطعنوں سے اذیت پہنچائی گئی، یہاں تک کہ آپ کو اپنے وطن مالوف ومحبوب سے نکلنے پر مجبور کیا گیا اور جب وہاں سے نکل کر مدینہ طیبہ چلے گئے، تب بھی تعاقب کیا گیا اور وہاں سے بھی نکالنے کی کوششیں کی گئیں اور آخر کار آپ کو جنگ پر مجبور کیا گیا اور

اور جانوں اور مالوں کی بے پناہ قربانیاں دینی پڑیں، بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادتیں ہوئیں، بھوک و پیاس، افلاس و تنگی سے گزرنا پڑا، پریشانیوں وکلفتوں کو برداشت کرنا پڑا، صبر وحلم کے سخت ترین آزمائشی دور سے گزرنا پڑا۔ تب جا کر وہ صورت دنیا نے دیکھی، جس کا ذکر ابھی اوپر کیا گیا۔

ان محنتوں ومجاہدات کے نتیجے میں ایک ایسا صالح معاشرہ تیار ہوا، جس کی کوئی مثال نہیں، وہ پاکیزگی میں یکتا، ایمان وتقوی میں بے نظیر، علم وفہم میں بہت ارفع، عمل وکردار میں نہایت اعلی، صداقت وسچائی میں بے مثال، عدل وانصاف میں لاجواب معاشرہ تھا۔

یہی وہ معاشرہ ہے، جس کا ذکر قرآن نے موقعۂ مدح وتعریف میں اس طرح کیا ہے:

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ ، رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ ، تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ، سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ، ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ، وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ، فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ، وَعَدَاللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا﴾ (سورة الفتح)

(محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں، وہ کافروں کے مقابلے میں تیز ہیں، آپس میں مہربان ہیں، تو ان کو دیکھے گا کہ محض اللہ کے فضل ورضا کی جستجو کرتے ہوئے کبھی رکوع میں ہیں، تو کبھی سجدے میں ہیں، ان کی عبدیت کے آثار ان کے چہروں پر سجدے کی تاثیر سے نمایاں ہیں، یہ ان لوگوں کے اوصاف تورات میں لکھے ہیں اور انجیل میں ان کی صفت یہ لکھی ہے کہ جیسے کھیتی نے اپنی نوک نکالی، پھر اس کی کمر مضبوط کی پھر اور موٹی ہوئی اور اپنے تنہ پر سیدھی کھڑی ہوگئی کہ کسانوں کو بھلی معلوم ہو

نے لگی، یہ ان کا نشو ونما اس لیے؛ تا کہ کافروں کو جلائے اور آخرت میں ان
ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کے لیے اللہ نے مغفرت اور اجر
عظیم کا وعدہ کیا ہے۔)

ماہ ربیع الاول ہمیں اس حیرت انگیز صورتِ حال کی یاد دہانی کرتا ہے کہ سوچو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے اس دنیا کا کیا نقشہ تھا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے کس طرح کا نقشہ اس سطحِ دنیا پر ابھرا؟ اور پھر یہ کہ جب آپ دنیا سے تشریف لے گئے تھے، تو کس طرح کا معاشرہ چھوڑ گئے تھے؟ کن اوصاف اور کمالات کا، کن خصوصیات اور امتیازات کا، کن خوبیوں اور دل آویزیوں کا؟

مگر آج امت مسلمہ کہاں کھڑی ہے؟ آج کے اسلامی معاشرے کی کیا حالت ہے؟ اس موجودہ اسلامی معاشرے میں اور اُس اولین اسلامی معاشرے میں کس قدر بون بعید اور فرق عظیم پیدا ہو گیا ہے؟ ایمان ویقین کی کیفیات میں، اعمال وعبادات کی انجام دہی میں، اخلاقی اقدار سے متصف ہونے میں، معاشرتی احوال میں، معاملاتی زندگی میں، کیا کیا اور کیسی کیسی تبدیلیاں وتغیرات ہم میں پیدا ہو چکے ہیں۔

ماہ ربیع الاول ہمیں یہ پیغام دے رہا ہے کہ مسلمانو! میں تمھیں یہ یاد دلاتا جا رہا ہوں کہ تم اپنی ڈگر سے ہٹ گئے ہو، جس پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تمھیں چھوڑا تھا، ان اوصاف وکمالات سے تم دور ہو چکے ہو، جس سے اسلامی معاشرے کو موصوف کیا گیا تھا، تمہارے اندر سے وہ ایمانی کیفیات مفقود ہوتی جا رہیں، جن سے دورِ اول کے اسلامی معاشرے کو امتیاز بخشا گیا تھا، ان اخلاقی قدروں کی پامالی کے مرتکب تم ہو رہے ہو، جو تمہارے لیے باعث افتخار تھے، کیف عبادت ولطف تقوی سے تمہارے دلوں کی دنیا محروم نظر آتی ہے، جو کبھی ہمارے اسلاف کا سرمایۂ اعزاز تھا۔ ذوقِ اطاعت شعاری وشوق مناجات وسرگوشی کی دنیا سے تم نابلد وناواقف لگتے ہو، جس سے کبھی تمہارے اسلاف کی زندگیاں معمور تھیں۔

غور کرو کہ کس قدر فرق پیدا ہو گیا ہے، ہم میں اور اُن میں؟ اس معاشرے میں اور اس معاشرے میں؟ ہاں چند رسومات و رواجات ہیں، جن کو ہم لوگوں نے لے لیا ہے، کوئی دین و شریعت کو چھوڑ کر من مانی امور کو دین تصور کیے بیٹھا ہے، کوئی بدعات و خرافات کا نام دین رکھ لیا ہے، اسوۂ نبوی سے روگردانی کرتے ہوئے زندگی گزاری جا رہی ہے، نماز تو نمازی پڑھتے ہیں؛ مگر بے جان، روزے دار روزے تو رکھتے ہیں، مگر عشق سے خالی، تلاوت والے تلاوت تو کرتے ہیں، مگر سوز سے عاری، ذکر ذکر کے عادی کرتے ہیں؛ مگر کیف سے محروم۔

ماہ ربیع الاول کا یہ پیغام ہے کہ ہم اس میں نبی کے اُسوہ کی، ان کے مجاہدات کی، ان کے افکار کی، ان کے احوال کی، ان کے جذبات کی، ان کے اصحاب کی، ان کے احکام کی، ان کی شریعت کی یاد اپنے دلوں میں زندہ کریں اور اسی کے مطابق زندگی کرنے کی کوشش کریں، صرف نام کے نہیں کام کے مسلمان بنیں اور صرف ظاہری نہیں حقیقی مؤمن بنیں۔

اے کاش! کہ ربیع الاول میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے جشن کرنے والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ و احکام کا اتباع کریں اور اپنے حالات کو اس کے موافق ڈھالنے کی کوشش کریں۔